میں کروگے۔" چنانچہ وہ ان پر حملہ کرنے سے گریزاں و ترساں تھے۔ پھر انھوں نے ایک دوسرے کو بہت دلائی اور آخر کار فیصلہ کر لیا کہ ان میں جتنوں کو قتل کرنا ممکن ہو ان کو مار ڈالا جائے اور ان کے مال پر قبضہ کر لیا جائے۔ واقد بن عبداللہ تمیمی نے عمرو بن حضرمی پر ایک تیر چلایا اور اس کو مار ڈالا۔ عثمان بن عبداللہ مخزومی اور حکم بن کیسان نے اپنے کو حوالے کر دیا۔ اور نوفل بچ کر نکل گیا۔ حضرت عبداللہ اور ان کے اصحاب نے کارواں اور دونوں قیدیوں پر قبضہ کر لیا اور ان کو لے کر مدینہ پہنچے۔ عبداللہ کے ایک خاندان والے کا بیان ہے کہ اول اللہ کر نے کہا تھا کہ " مال غنیمت میں سے خمس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ہے" (یہ فیصلہ مال غنیمت میں خمس کا حکم خداوندی کے نازل ہونے سے پہلے کیا گیا تھا) بہرحال انھوں نے خمس الگ کر کے باقی مال اپنے تمام اصحاب میں تقسیم کر دیا۔

جب یہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ "میں نے تم کو ماہ مقدس میں لڑنے کا حکم نہیں دیا تھا" اور آپ نے کارواں اور دونوں قیدیوں کا معاملہ معطل رکھا اور ان میں سے کچھ بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا تو اصحاب سریہ کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے اور ان کو اپنی ہلاکت نظر آنے لگی۔ ان کے مسلمان بھائیوں نے ان کو ان کے فعل پر لعن طعن شروع کر دیا۔ اور قریش نے کہا: " محمدؐ اور ان کے اصحاب نے ماہ مقدس کی بے حرمتی کی ہے، اس میں خوں ریزی کی، مال لوٹا اور قیدی بنائے۔" مکہ میں موجود مسلمانوں نے اس کی تردید کی اور جواباً کہا کہ انھوں نے یہ سب کچھ شعبان میں کیا ہے۔

یہودیوں نے اس واقعہ سے فال نکالی (جس کا مفہوم و مطلب یہ تھا کہ مسلمانوں اور مکہ والوں کے درمیان اس واقعہ کی بنا پر جنگ چھڑنے والی ہے) لیکن خدا نے اس (فال) کو ان پر ہی اُلٹ دیا اور ان کے حق میں نہ رہنے دیا۔ اور جب اس معاملہ پر بہت گفتگو ہونے لگی تو خدا نے اپنے رسول پر نازل فرمایا:

یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ، قل قتالٌ فیہ کبیر، وصدٌّ عن سبیل اللہ وکفرٌ بہ والمسجد الحرام واخراج اھلہ منہ اکبر عند اللہ، والفتنۃ اکبر من القتل، ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم من دینکم ان استطاعوا ۔۔۔۔۔۔ (۲: ۲۱۷)

ترجمہ: تجھ سے پوچھتے ہیں حرام کے مہینے کو اس میں لڑائی کرنے، تو کہہ لڑائی اس میں بڑا گناہ ہے، اور روکنا اللہ کی راہ سے اور اس کو نہ ماننا اور مسجد حرام سے روکنا اور نکال دینا اس کے لوگوں کو وہاں سے اس سے زیادہ گناہ ہے اللہ کے ہاں اور دین سے بچلانا مار ڈالنے سے زیادہ۔ اور وہ تو لگے ہی رہتے ہیں تم سے لڑنے کو یہاں تک کہ تم کو پھیر دیں تمہارے دین سے اگر مقدور پاویں ۔۔۔۔۔۔ (ترجمہ از شاہ عبدالقادر دہلوی)

جب اس معاملہ کے بارے میں قرآن نازل ہوا اور خدا نے مسلمانوں کی تشویش دور کر دی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کارواں اور قیدیوں پر قبضہ کر لیا۔ قریش نے آپ کے پاس عثمان اور حکم کو رہا کرانے کے لیے بھیجا لیکن آپ نے فرمایا کہ "ہم ان کو اس وقت تک رہا نہ کریں گے جب تک ہمارے دونوں ساتھی واپس نہیں آجاتے (آپ کی مراد حضرت سعد اور عتبہ سے تھی) اگر تم ان کو مار ڈالو گے تو ہم تمہارے ساتھیوں کو قتل کر دیں گے۔" لیکن جب حضرت سعد اور عتبہ واپس آگئے تو آپ نے ان دونوں قیدیوں کو زرفدیہ لے کر رہا کر دیا۔ جہاں تک حکم کا تعلق ہے وہ اچھے مسلمان بنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ بئر معونہ میں شہید ہوئے۔ عثمان البتہ مکہ چلا گیا جہاں وہ کافر کی حیثیت سے مرا۔ قرآن کے نازل ہونے پر جب حضرت عبداللہ کی تشویش دور ہو گئی تو ان کو اجر وثواب کی فکر دامن گیر ہوئی۔ اور انھوں نے پوچھا: "کیا ہمارے اس کارنامے کو جہاد مانا جائے گا اور ہم کو مجاہدین کا اجر ملے گا؟"

اس پر خدا نے یہ نازل فرمایا: ان الذین اٰمنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولٰئک یرجون رحمۃ اللہ واللہ غفور رحیم - ۲ - ۲۱۸
(ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی اور لڑے اللہ کی راہ میں، وہ امیدوار ہیں اللہ کی مہر کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔) (ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلوی)
اس طرح اللہ نے ان کی سب سے بڑی آرزو پوری کردی۔

حضرت عبداللہ کے ایک خاندان والے کا کہنا ہے کہ خدا نے مال غنیمت کے چار حصے مجاہدین کے لیے اور خمس خدا اور اس کے رسول کے لیے مقرر فرما دیئے۔ یہ فیصلہ خداوندی اس کاروان قریش کے مال غنیمت کے بارے میں حضرت عبداللہ کے فیصلہ کے مطابق تھا۔ حضرت ابوبکر نے حضرت عبداللہ کے سریے کے بارے میں کچھ اشعار کہے تھے اور بعض راویوں کا خیال ہے کہ یہ اشعار خود امیر سریۂ نخلہ نے کہے تھے۔ (ان اشعار کا مفہوم قرآنی آیت ۲: ۲۱۷ کے مطابق ہے۔ صرف اضافہ یہ ہے کہ ابن حضرمی کے قتل اور واقد کے ہاتھوں جنگ کے شعلے بھڑکائے جانے اور عثمان مخزومی کے مسلمانوں کے قبضہ میں ہونے کی طرف اشارے کیے گئے ہیں۔) ابن اسحاق کی روایت بیان کرنے کے بعد ابن ہشام نے اضافہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ پہلا مال غنیمت تھا جو مسلمانوں کو ملا، عمرو بن حضرمی، پہلا مقتول تھا جس کو مسلمانوں نے مارا تھا، جبکہ عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان ان کے پہلے قیدی تھے[۹۴]

واقدی کی روایت میں حسب ذیل اہم اضافے اور اختلافات ہیں:

(۱) یہ مہم ہجرت کے سترھویں مہینے کے آغاز میں (علی راس سبعۃ عشر شہرا) نخلہ بھیجی گئی تھی جو ابن عامر کا باغ تھا۔[۹۵]

(۲) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانگی سے ایک شام قبل حضرت عبداللہ کو نماز عشاء کے وقت طلب فرمایا تھا اور اگلی صبح مسلح ہو کر آنے کی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ

"میں صبح میں تمہیں کہیں بھیجوں گا"

(۳) حسب ہدایت نبوی جب وہ صبح کو حاضر ہوتے تو تلوار، تیر کمان و ترکش اور چمڑے سے بنی ہوئی ڈھال سے مسلح تھے۔ نماز صبح کے بعد لوگوں کے منتشر ہونے پر حضرت عبداللہ دولتکدۂ نبوی پر پہنچے تو وہاں پہلے سے قریش کے کچھ لوگ موجود تھے۔

(۴) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب کو بلاکر خولانی چمڑے کے ٹکڑے (ادیم خولانی) پر خط لکھوایا۔ [(۹۶)]

(۵) حضرت عبداللہ بن جحش کے استفسار پر آپ نے ان کو رُکیّۃ کی سمت میں نجدی راستے (نجدیہ) سے سفر کی ہدایت فرمائی تھی۔

(۶) آپ نے امیر سریہ کو ابن ضُمیرہ کے کنوئیں (بئر) نامی مقام پر پہنچنے کے بعد خط پڑھنے کا حکم دیا تھا۔

(۷) نخلہ پہنچنے پر ان کو واقدی کے مطابق قریش پر نظر رکھنے کے بجائے کاروانِ قریش پر نگاہ رکھنے کا حکم نامۂ نبوی میں دیا گیا تھا (فترصد بہا عیر قریش)

(۸) حضرت عُکاشہ نے مکّی کارواں والوں کا خوف دور کرنے کے لیے فوراً "حلق" کرایا تھا اور عامر بن ربیعہ کا بیان ہے کہ انھوں نے خود اپنے ہاتھوں سے ان کا سر مونڈا تھا۔

(۹) قریشیوں نے اپنی سواریاں (رکابہم) کھول دی تھیں اور کھانا پکانے میں مصروف ہو گئے تھے۔

(۱۰) دن و تاریخ کے بارے میں اصحاب نبی میں اس پر اختلاف تھا کہ وہ آخری رجب تھی یا یکم شعبان۔

(۱۱) مسلم جماعت دو فریقوں میں بٹ گئی تھی۔ ایک کا خیال تھا کہ ان پر حملہ کرکے انکا مال و متاع چھین لیا جائے اور دوسرے فریق نے اس خیال کی مخالفت کی تھی اور

پہلے فریق کو دنیاوی مال کی طمع (عرض اللہ) سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی لیکن" وہ لوگ غالب ہوگئے تھے جو دنیاوی مال و دولت کی فکر میں تھے۔"

(۱۲) حضرت مقداد بن عمرو کا بیان ہے کہ میں نے جب حکم بن کیسان کو پکڑ لیا تو ہمارے امیر نے ان کی گردن مارنی چاہی مگر ہم نے ان کو اس سے بعض رکھا۔ واقدی نے حضرت حکم کے مسلمان ہونے کی تفصیلات اسی جگہ بیان کی ہیں اور کہا ہے کہ ان کے مدینہ پہنچنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے جب اسلام پیش کیا تو کافی دیر تک کلام کرتے رہے اور ان کو سمجھاتے رہے لیکن وہ برابر خاموش رہے۔ حضرت عمر نے ان کی عدم قبولیت اسلام کو دیکھ کر ان کو گردن مارنے کی دھمکی دی لیکن پھر بھی ان کے بند لب نہ کھلے۔ آخر کار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلسل تبلیغ کام کر گئی اور وہ مسلمان ہوگئے۔ واقدی نے زہری کی روایت بیان کی ہے کہ حضرت حکم بن کیسان نے اسلام لانے سے پہلے اسلام کی تعریف پوچھی تھی۔ اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ اسلام توحید الٰہی اور رسالت محمدی کا اقرار صادق ہے تو وہ اسلام لے آئے۔

(۱۳) واقدی کے مطابق قریشی کارواں میں ادم، زبیب کے علاوہ خمر (شراب) بھی تھی اور یہ سامان وطائف سے لا رہے تھے۔

(۱۴) بحران نامی کان کے بارے میں واقدی نے یہ تصریح کی ہے کہ وہ بنو سُلیم کی مشہور کان کا ایک حصہ (ناحیۃ) تھی۔

(۱۵) حضرت سعد بن ابی وقاص زہری کا بیان یہ ہے کہ اس مہم میں بارہ اشخاص تھے۔ پھر انھوں نے اپنے پچھڑ جانے کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ بحران میں ہم نے اپنے اونٹ چرنے کے لیے چھوڑ دیے تھے۔ ہر دو آدمیوں کے لیے ایک اونٹ تھا جس پر وہ مشترکہ طور سے سواری کرتے تھے۔ ان کا اونٹ چرتے چرتے کھو گیا تھا اسلئے

وہ ہم سے پیچھے رہ گئے تھے۔ حضرت سعد نے اپنے واپسی کے سفر کی تفصیلات مع منازل کے بیان کی ہیں۔

(۱۶) واقدی کے مطابق قریش کے ہر قیدی کا زر فدیہ چالیس اوقیہ تھا اور ایک اوقیہ میں چالیس درہم ہوتے تھے۔

(۱۷) مال غنیمت کی تقسیم کے سلسلے میں یہ وضاحت کی ہے کہ خمس (۱/۵) کی جگہ جاہلیت کے زمانے میں ربع (۱/۴) ہوتا تھا۔

(۱۸) ابو بردہ بن نیار کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف خمس کو معطل نہیں کیا تھا بلکہ پورا کارواں ہی موقوف رکھا تھا اور نخلہ کے مال غنیمت کو بدر کے مال غنیمت کے ساتھ تقسیم کیا تھا۔(۹۷)

(۱۹) مقتول مکی ابن حضرمی کی دیت کے سلسلے میں دو متضاد روایتیں ملتی ہیں: اول عروہ کی روایت ہے جس کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی دیت ادا کی تھی(۹۸) اور ماہ مقدس کی حرمت کی تصدیق کی تھی اور اسکو برقرار رکھا تھا۔ جبکہ دوسری روایت ابن عباس کی ہے جس کے مطابق آپ نے ابن حضرمی کی دیت نہیں ادا کی تھی۔

(۲۰) ابو معشر کی روایت ہے کہ اسی غزوہ میں حضرت عبداللہ بن جحش کو امیرالمومنین کا خطاب ملا تھا۔

(۲۱) آخر میں واقدی نے شرکاء مہم کی فہرست دی ہے جس میں آٹھ نام گنائے ہیں اور کہا ہے کہ یہ ہی روایت زیادہ صحیح (اثبت) ہے۔ بعض دوسری روایتوں کے مطابق ان کی تعداد بارہ اور تیرہ بھی بتائی گئی ہے۔(۹۹)

(جاری)

شرف التواریخ

پروفیسر محمد اسلم صدر شعبۂ تاریخ پنجاب یونیورسٹی لاہور

(۴)

شرافت صاحب صہ ۶۷۸ پر "امکنہ متعددہ میں ظہور" کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ایک بار ستر آدمیوں کی دعوت قبول کرلی اور بیک وقت سب کے یہاں جاکر کھانا تناول فرمایا۔ ہمارے ہاں ہندو تعدد اجسام کے قائل ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ایک بار سری کرشن جی نے خود کو سولہ سو نو جگہ موجود دکھایا اور نارد یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ مخدوم جہانیاں کے ملفوظات میں بھی تعددِ اجسام کا ذکر آیا ہے کہ ایک بار انھوں نے بھی خود کو کئی جگہ موجود دکھایا تھا۔ شرافت صاحب صہ ۸۹۹ پر لکھتے ہیں کہ عین القضاۃ ہمدانی نے ایک بار خود کو بیک وقت بیس جگہ دکھلایا۔ اسی طرح شاہ سلیمان نے خود کو ایک رات میں کئی جگہ موجود دکھلایا۔ انسانِ اکمل و خیر البشر کو اگر یہ قدرت حاصل ہوتی تو آپؐ شبِ ہجرت اپنے بستر پر حضرت علیؓ کو نہ سُلاتے، خود ہی بستر پر لیٹے رہتے اور خود ہی غارِ ثور میں جا چھپتے اور اپنے اہل و عیال کی تسلی کے لیے گھر پر بھی موجود رہتے اور مدینہ منورہ میں بھی قیام فرماتے۔ حضورؐ اور آپ کے صحابہ کو تعدد اجسام کی قدرت حاصل نہ تھی۔ کیا یہ صوفیاء، صحابۂ کرامؓ سے زیادہ بزرگ تھے جو خود کو ستر ستر مقامات پر موجود دکھلا دیتے تھے؟ ہمارا یہ خیال ہے کہ صوفیاء کے ہاں یہ عقیدہ بھی ویدانت کے راستے ہندوؤں ہی کے ہاں سے آیا ہے۔

شرافت صاحب صہ ۶۷۹ پر "تعرف فی الاجسام " کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ غوث الاعظم دیگیوں کے لڈو کا بنا دیا کرتے تھے۔ یہی مصنف صہ ۶۸۳ پر رقم طراز ہے "یہ مکاتیب خاص ہیں۔ تصوف و عرفان کا مخزن ہیں، تمام تر آیات قرآنی سے مملو ہیں۔ یہ بہتر مکتوبوں کا مجموعہ ہے" مکتوب کی جمع مکاتیب اور مکتوبات تو عام دیکھنے میں آئی ہے لیکن "مکتوبوں" کہیں نظر نہیں آیا اور نہ ہی یہ فصاحت وبلاغت کی رو سے درست ہے۔ شرافت صاحب نے صہ ۶۸۴ پر اور اس کے علاوہ بھی کئی جگہوں پر نواب صدیق حسن خاں کو بھوپالوی لکھا ہے۔ بھوپال سے بھوپالی نسبت بنتی ہے، بھوپالوی نہیں۔

مصنف نے صہ ۶۹۳، صہ ۶۹۴ اور صہ ۶۹۵ پر غوث الاعظم کو ہونے والے سولہ الہامات درج کیے ہیں۔ اگر مرزا غلام احمد قادیانی یہ کہے کہ اسے بھی الہام ہوا کرتا ہے، تو شرافت صاحب ہمیں بتائیں کہ ہم کس دلیل سے اسے جھوٹا ثابت کریں؟

شرافت صاحب صہ ۷۱۹ پر رقمطراز ہیں کہ غوث الاعظم نے فرمایا "قسم ہے مجھے اپنے پروردگار کی عزت وجلال کی کہ نہ جاؤں گا میں طرف جنت کے تاوقتیکہ مطابق اس سند کے جو میرے پروردگار نے مجھے دی ہے اپنے اصحاب اور مریدوں کو ساتھ نہ لے لوں اور فرمایا میں ضامن ہوں اپنے مریدوں کا اور ان کے کل امور کا۔ اگر مشرق میں میرے مرید کا ستر کھل جاوے اور میں مغرب میں ہوں تو بھی چھپاؤں گا" اتنا بڑا دعویٰ تو امام الاولین و الآخرین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نہیں کیا۔ نہ ہی ایسی کوئی سند حضور کو بارگاہ رب العزت سے عطا ہوئی۔ کیا غوث الاعظم کو خدا نے جو "سند" دی ہے وہ قرآن سے بھی زیادہ مستند ہے؟ — صہ ۷۱۹ پر مصنف لکھتے ہیں کہ غوث پاک نے فرمایا "مجھے میرے پروردگار نے ایک سجل عنایت کی ہے کہ طول اس کا مثل طول نظر کا ہے۔ اس میں نام میرے اصحاب کے ان لوگوں کے لکھے ہیں جو قیامت تک میرے سلسلہ میں مرید ہوں گے اور لکھا ہے کہ ہم نے ان سب کو بخشا" یہ خالص شیعی روایت ہے۔ ان کے ائمہ کے پاس ایسے سجل ہوا